# حاملان قرآن

# شیخ خیرالدین عمادی

اشرب هنیئاً، علیک لنو رهر تفعاً من السموات دار اًمنک محلا لا

تلک المکارم لاقعبان من لبنٍ شیبا بماءٍ فعادا بعد ابوالا

(از)

جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی، بی ایس سی (علیگ)

احمد نام خیرالدین خطاب، خیر دین جبین روشن سے مستبین حضرت شیخ عبدالسلام قلندر سے اجازت خلافت حاصل تھی، ہمیشہ مست حق رہا کرتے تھے آپ کے عہد میں امرتوا ولولۂ تہلیل وغلغلۂ تکبیر و زمزمۂ تسبیح سے ہر وقت معمور رہتا' طلاب و مریدین کا ایک جم غفیر مدرسہ اور خانقاہ میں ہر آن ذاکر حق رہتا' جوار کے مشرکین وکفار کی حمیت جاہلیت وعصبیت وثنیت میں حرکت آئی اور ایک ناگہانی شبخون میں تمام اہل ذکر سے اس معمورہ کو خالی کرالیا' شیخ نے پاینده پور میں اقامت اختیار کی جو مرزا پاینده بیگ کا آباد کردہ ہے کہ دولت شرقیہ کے معارف ملوک میں تھے انھیں اشراف ملوک میں آپ نے شادی بھی کی اور وہیں رفیق اعلیٰ سے جاملے۔

حلقۂ درس کلام اللہ پر مقصور تھا جس کا ہر حال میں التزام رہتا' حالت جلا میں بھی جلائے معانی وتجلیۂ مبانی کا شغل نہ چھوٹتا' ایک ایسے ہی موقع پر جب کہ طبیعت کی گرفتگی نے افسردگی کا تمام سامان فراہم کر رکھا تھا ایک مستفید نے یہ آیت تلاوت کی۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَى إِلَيْكَ وَ جو وحی تجھ پر نازل ہوتی ہے شاید تو اس میں سے کچھ چھوڑ دینے

ضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْجَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ

والا ہے سینہ کی تنگی میں مبتلا ہونے والا ہے۔ یہ اس بناء پر کہ کفار کہتے ہیں اس پیغمبر پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔ اے پیغمبر تیری حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ تو ایک ڈرانے والا ہے وہ اللہ ہی ہے جو ہر چیز پر نگہبان ہے[1]۔

ترک تبلیغ وحی | عرض کی: پیغمبر کا مقدس فریضہ ہے کہ جو وحی الٰہی اس پر نازل ہو تمام وکمال قوم تک پہنچا دے کوئی مصلحت اس میں تہاون کی روادار نہیں ہو سکتی، ایسی خیانت جب کسی پیغمبر سے ہو ہی نہیں سکتی تو اس پر تنبیہ لاحاصل ہے۔ فرمایا:-

انهم كانوا لايعتقدون بالقرآن و يتهاونون به فكان يضيق صدر الرسول صلى الله عليه وسلم ان يلقي اليهم مالا يقبلونه ويضحكون منه فهيجه الله تعالى لاداء الرسالة وطرح المبالاة بكلماتهم الفاسدة وترك الالتفات الى استهزائهم۔

کفار کو قرآن کریم پر اعتقاد نہ تھا اس کے ساتھ سبکی سے پیش آتے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل تنگ ہو جاتے کہ جو آن پر پیش کرتے ہیں مانتے ہی نہیں ہنسی اڑاتے ہیں اس دل تنگی کا اثر زائل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو برانگیختہ کیا کہ فریضۂ رسالت ادا کرنے میں کفار کی پروا نہ کریں اور ان کے استہزاء وتمسخر کی جانب ملتفت ہی نہ ہوں۔

تحمل ضرر | والغرض منه التنبيه على انه ان ادى ذالك الوحى وقع فى سخريتهم وسفاهتهم وان لم يؤد ذالك الوحى اليهم وقع فى ترك وحى الله تعالى و فى ايقاع الخيانة فاذاً لا بد من تحمل احد

غرض یہ ہے کہ پیغمبر اچھی طرح متنبہ ہو جائیں کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت بہر حال واقع ہو گی، اگر وحی الٰہی کا فرض ادا کیا تو کفار کے تمسخر و سفاہت کا نشانہ بننا پڑا اور اگر یہ فرض ادا نہ کیا تو وحی الٰہی کو ترک اور اس میں خیانت کرنی پڑی، یہ دونوں ضرر ہیں اور ان

[1] واللّٰه علی کل شیءٍ وکیل میں وکیل کا ترجمہ اس قول پر مبنی ہے جس میں تصریح ہے کہ معنی "وکیل" "حفیظ" ای یحفظ علیھم اعمالھم ویجازیھم بھا"

الضررین وتحمل ضرر سفاهتهم اسهل من تحمل ایقاع الخیانہ فی وحی اللہ تعالیٰ۔

دونوں میں سے کسی ایک کو جب برداشت کرنا ہی ہے تو اللہ کی وحی میں خیانت کرنے کی مضرت برداشت کرنے سے یہ کہیں زیادہ آسان ہے کہ کفار کی سفاہت برداشت کر لی جائے

اختیار اہون البلیتین | وفی ذکر ھذا الکلام التنبیہ علیٰ ھذہ الدقیقہ الانسان اذا علم ان کل واحد من طرفی الفعل والترك یشتمل علی ضرر عظیم ثم علم ان الضرر فی جانب الترك اعظم واقوی سھل علیہ ذلك الفعل وخف۔

نشائے کلام یہ ہے کہ یہ باریکی تاریکی میں نہ رہے اور اس کی تنبیہ ہو جائے، انسان کو جب یہ علم ہوتا ہے کہ فعل و ترک فعل دونوں میں ضرر تو ہے مگر فعل سے ترک فعل کا ضرر بڑھا ہوا ہے تو فعل اس پر آسان و سبک ہو جاتا ہے

کلمۂ شک | عرض کی :- آیت کی ابتدا فلعلك سے ہوئی ہے لعلّ (شاید) کلمۂ شک ہے پھر یہاں محل شک کیا ہے ؟ فرمایا :-

المراد منھا الزجر والعرب تقول للرجل اذا اراد وا ابعادہ عن امر لعلك تقدر ان تفعل کذا مع انہ لا شك فیہ ویقول لولدہ لو امرہ لعلك تقصر فیما امرتك بہ ویرید توکید الامر فمعناہ لا تترك۔

لعلّ (شاید) سے زجر مراد ہے جب کسی شئے سے کسی کو ہٹانا چاہتے ہیں تو محاورہ عرب میں کہتے ہیں لعلك تقدر ان تفعل کذا (شاید تم ایسا کرسکو) حالانکہ اس میں شک کی مطلق گنجایش نہیں، اسی طرح بیٹے کو کہیں گے۔ لعلك تقصر فیما امرتك بہ (میں نے تمھیں جو حکم دیا ہے شاید تم اس میں کوتاہی کرو) مطلب صرف تاکید ہے یعنی خبردار اس کو ترک نہ کرنا۔

ضیق صدر | عرض کی :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انشراح سلّم، جس کو شرح صدر حاصل ہو اس کے سامنے

ضیق صدر کی نسبت کیسی؟ فرمایا:۔

الضائق في قوله تعالى وضائق به صدرك بمعنى الضيق؟ الفرق بينهما ان الضائق يكون بضيق عارض غير لازم لان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان افسح الناس صدرا ومثله قولك زيد سيد جواد تريد السيادة والجود الثابتين المستقرين فيه فاذا اردت الحدوث قلت سائد وجائد والمعنى ضائق صدرك لاجل ان يقولوا لولا انزل عليه ـ

اللہ تعالیٰ نے جہاں ضائق به صدرك (اس کی ج[illegible]ے کیا تم اپنے سینہ میں تنگی لانا چاہتے ہو) فرمایا وہاں ضائق کے معنی ضیق ہی کے ہیں البتہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ضائق وہ ہے جو کسی عارضی ضیق میں مبتلا ہو گیا ہو کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی فراخ سینہ و کشادہ دل تھے کسی ضیق کا آپ کے ساتھ لزوم ممکن نہ تھا اس کی مثال یوں ہے کہ زید کو سید اور جواد کہیں مطلب یہ ہوگا کہ سیادت وجود کے صفات زید میں اس طرح ثبات و استقرار رکھتے ہیں کہ ہٹائے ہٹ نہیں سکتے لیکن اگر عارضی سیادت وجود کا تذکرہ مقصود ہو تو سائد و جائد کہیں گے سید و جواد نہ کہیں گے آیت کے معنی یہ ہیں کہ محض اتنی بات سے کہ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا تم اپنے سینہ میں کچھ دیر کے لیے ضیق و تنگی کو راہ دینے والے ہو؟

تحدی کی صورتیں عرض کی۔ اسی کے بعد یہ آیت ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ـ

یا یہ کہیں کہ قرآن کو پیغمبر نے خود تصنیف کر کے افترا کر لیا ہے، کہو کہ یہی بات ہے تو ایسی ہی دس سورتیں تم بھی بنا کے لاؤ اور اللہ کے علاوہ جسے چاہو بلاؤ اپنا شریک بناؤ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت میں کفار کو تحدی (چیلنج) کی گئی ہے کہ قرآن کریم کو اگر تم کلام اللہ نہیں مانتے تو ویسی دس قرآنی

سورتیں ہیں ایسی ہی تم بھی دس سورتیں بنالاؤ۔ کیا قرآن کریم کی یہ کوئی خاص سورتیں تھیں یا عام حکم تھا؟ فرمایا:۔

هذه السور التي وقع بها هذا التحدي معينة وهي سورة البقرة وآل عمران والنساء والمائدة والانعام والاعراف والانفال والتوبة ويونس وهود عليهما السلام۔

یہ سورتیں جن پر تحدی واقع ہوئی معین و مقرر تھیں یعنی سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونسؑ، ہودؑ۔

هذه السورة مكية وبعض السور المتقدمة على هذه السورة مدنية فكيف يمكن ان يكون المراد من هذه العشر سورا التي ما نزلت عند هذا الكلام فالاولى ان يقال التحدي وقع بمطلق السور۔

یہ سورۂ ہود کی آیت ہے، سورہ ہودؑ کا نزول مکۂ معظمہ میں ہوا تھا تحدی کے لیے جو سورتیں مقرر کی گئیں، ان میں بعض ایسی ہیں کہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں، کیسے ممکن ہے کہ جو سورۃ ہنوز نازل ہی نہ ہوئی ہو اس کو تحدی میں پیش کیا جائے، بہتر یہی قول ہے کہ تحدی عام تھی کسی سورت کی تخصیص نہ تھی۔

عرض کی:۔ سورۂ ہودؑ سے پہلے سورہ بقرہ اور سورۂ یونسؑ ہے جن میں ایک ہی سورۃ بنالانے کی تحدی کی گئی ہے، پھر یہاں دس سورۃ کی تحدی کیسی؟ فرمایا:۔

ان التحدي بعشر سور سابق على التحدي بسورة واحدة وهو مثل ان يقول الرجل لغيره اكتب عشرة أسطر مثل ما اكتب فاذا ظهر عجزه عنه قال قد اقتصرت

پہلے دس سورتوں کی تحدی کی پھر ایک سورۃ کی جیسے کوئی کسی سے کہے کہ میری ہی طرح تم بھی دس سطریں لکھ تو لاؤ، جب حریف ایسا نہ کر سکے تو پھر کہے اچھا ایسی ایک ہی سطر سہی، ایک سورت کی تحدی سورہ بقرہ اور سورہ یونسؑ

منها على سطر واحد مثله فالتحدى بالسورة الواحدة ورد فى سورة البقرة وفى سورة يونس اما تقدم هذه السورة على سورة البقرة فظاهر لان هذه السورة مكية واما فى سورة يونس فلا اشكال ايضا لان كل واحدة من هاتين السورتين مكية ويظهر ان تكون سورة هود متقدمة فى النزول على سورة يونس۔

میں ہے لیکن یہ سورہ (سورہ ہودؑ) ظاہر ہے کہ سورہ بقرہ پر متقدم ہے اس سورت کا نزول مکہ مبارکہ میں ہوا اور بقرہ مدینہ امینہ میں اتری تھی رہی یہ بات کہ سورہ ہودؑ کی طرح سورہ یونس بھی مکی ہے یہاں بھی اعتراض قائم نہیں رہتا اس لیے کہ دونوں سورتیں مکہ شریفہ ہی میں نازل ہوئیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورۂ ہودؑ کا نزول ہوا پھر یونسؑ کا۔

ربط کلام | کلام بلیغ کا ہر فقرہ مربوط ہونا چاہیے آیت لاحقہ میں کفار کے عجز اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے کی توثیق کے ساتھ ہی لا الٰہ الا ہو بالکل بے ربط نظر آتا ہے۔

فرمایا: پوری آیت پڑھو:۔

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۔

اس پر بھی کفار اگر تمہاری بات نہ مانیں تو جان لو کہ قرآن حقیقت میں اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ بھی جانے رہو کہ بجز اس کے اور کوئی معبود نہیں لہٰذا کیا تم اسے تسلیم کرتے ہو؟

یہ شبہ پہلے بھی پیدا ہو چکا تھا کہ ای تعلق لقوله وان لا اله الا هو بعجزهم عن المعارضة

حقیقت حال یہ ہے۔

انه تعالى لما امر محمدا صلى الله عليه وسلم حتى يطلب من الكفار ان يستعينوا بالاصنام فى تحقيق المعارضة ثم ظهر

اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ قرآن کریم کا مقابلہ کرنا ہے تو اپنے بتوں سے مدد مانگو تو یہ بات آخر کھل گئی کہ بت اُن کو مدد

عجزهم عنها فحينئذ ظهر انها لا تنفع ولا تضر في شيءٍ من المطالب البتة ومتى كان كذالك فقد بطل القول باثبات كونها الهةً فصار عجز القوم عن المعارضة بعد الاستعانة بالاصنام مبطلاً لالهية الاصنام و دليلاً على ثبوت نبوة محمد صلى الله عليه وسلم فكان قوله وان لا اله الا هو اشارة الى ما ظهر من فساد القول بالهية الاصنام

نہیں دے سکتے اسی وقت یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ کسی بات میں بھی بت کسی کو نفع و ضرر نہیں پہونچا سکتے جب یہ صورت ہوئی تو بتوں کے معبود ہونے کا عقیدہ بھی باطل ہوگیا اور اس کا کوئی ثبوت نہیں رہا۔ ان لوگوں نے بتوں سے مدد بھی مانگی اور پھر بھی قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے۔ اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوا کہ بت معبود نہیں ورنہ اپنے پوجاریوں کو مدد دیتے دوسری طرف یہ ثبوت ملا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں لہٰذا اس مقام پر لا الٰہ الا ہو کہنے میں عقیدۂ الوہیت اصنام کے فاسد ہونے اور اس کی خرابی کے نمایاں ہو جانے کی جانب اشارہ تھا